

اس رسالہ میں ”دستور جماعت اسلامی“ کی عبارتوں سے یہ بات
ثابت کی گئی ہے کہ قرآن و حدیث کا انکار کیے بغیر کسی شخص
کو ”جماعت اسلامی“ کی رکنیت نہیں مل سکتی



دستور جماعت اسلامی

www.Ishaat-ul-Uloom.net

تنقید کی جائزہ

از قلم:

امام المناظرین
حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا نقشبندی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ، لاہور پاکستان

دستور جماعت اسلامی

کا

تنقیدی جائزہ

اس رسالہ میں "دستور جماعت اسلامی" کی عبارتوں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ قرآن و حدیث کا انکار کیے بغیر کسی شخص کو "جماعت اسلامی" کی رکنیت نہیں مل سکتی۔

انر قلعہ:

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

ادارۃ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ ون پورہ۔ لاہور

نام کتاب :- دستور جماعت اسلامی کا تنقیدی جائزہ (کامل)
مصنف : امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اشاعت : ششم = شوال ۱۴۱۲ھ

تعداد : اشاعت اول تا چہارم = چھ ہزار (۶۰۰۰)

پنجم = دو ہزار (۲۰۰۰)

ششم = تین ہزار (۳۰۰۰)

ہدیہ : ایصالِ ثواب بحق قبلہ صوفی محمد اللہ دتارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(مصنف کتاب ہذا) اور دعائے خیر بحق معاونین ادارہ۔

ناشر : ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وکن پورہ - لاہور

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وکن پورہ - لاہور

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	حصہ اول	۶
۲	دستور جماعت اسلامی میں مودودی صاحب لکھتے ہیں	۷
۳	عقیدہ	۷
۴	تشریح	۸
۵	کلمہ طیبہ	۹
۶	قرآن مجید کا ارشاد۔ مودودی صاحب کا عقیدہ	۱۱
۷	امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ	۱۳
۸	قرآن مجید۔ مودودی صاحب	۱۴
۹	عارفِ صاوی کی تشریح	۱۵
۱۰	لوازمات کلمہ طیبہ میں مودودی صاحب نے لکھا	۱۶
۱۱	جواب	۱۷
۱۲	کلمہ طیبہ کے لوازمات میں مودودی صاحب نے فرمایا	۱۸
۱۳	جواب	۱۹
۱۴	مودودی صاحب کا کہنا	۱۹

۱۹	میں کہتا ہوں	۱۵
۲۰	حدیث نمبر ۱	۱۶
۲۱	حدیث نمبر ۲	۱۷
۲۲	مودودی صاحب کا قول	۱۸
"	میں کہتا ہوں	۱۹
"	کسی کو نذرانہ تحفہ نہ دے کی تردید از روئے قرآن مجید	۲۰
۲۳	اپنے کو کسی کا محتاج نہ سمجھے کا رد	۲۱
۲۴	مودودی صاحب کا قول	۲۲
"	میں کہتا ہوں	۲۳
"	آیت نمبر ۱	۲۴
۲۵	آیت نمبر ۲ اولاد ابراہیم علیہ السلام کے ملک عظیم کا ذکر۔	۲۵
"	آیت نمبر ۳ اور ۴ حضرت طالوت علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر۔	۲۶
۲۶	آیت نمبر ۵ اور ۶ حضرت داؤد علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر۔	۲۷
۲۷ تا ۲۹	آیت نمبر ۷ تا ۹ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر۔	۲۸
۳۰	آیت نمبر ۱۰ حضرت یوسف علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر	۲۹

۲۸	اب ولی اللہ کا اختیار ملاحظہ ہو	۳۰
"	آیت نمبر ۱۱	۳۱
۳۲	حصہ دوم	۳۲
۳۵ تا ۳۸	آیت نمبر ۱ تا ۵	۳۳
۳۸	چیلنج	۳۴
۳۹	حدیث شریف	۳۵
۴۱	مجدد و حضرات کی فہرست	۳۶
۴۳	آیت نمبر ۱	۳۷
۴۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنی	۳۸
	آل کی تعریف۔	
۴۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کا معیار حق اور	۳۹
	تمغید سے بالاتر ہونا۔	
۴۸	آیت نمبر ۱ (اولیاء اللہ کی شان میں)	۴۰
۴۹	آیت نمبر ۲ (اولیاء اللہ کی شان میں)	۴۱
"	حدیث (اللہ تعالیٰ ایمانداروں کے دلوں میں اپنے	۴۲
	دوستوں کی محبت کیسے پیدا کرتا ہے)	

حصہ اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ آمَنًا بَعْدَ -

جملہ ارکان جماعت اسلامی دستور جماعت اسلامی کے پابند
ہیں اور جو جماعت کے دستور کا پابند نہ ہو۔ وہ جماعت اسلامی کی
رکنیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ دستور میں کوئی بات کتنی ہی گھناؤنی کیوں نہ
ہو۔ اور خواہ دین اسلام میں اس کا نام و نشان تک نہ پایا جاتا ہو۔ رکن کو
پابندی لازم ہے۔

دستور جماعت اسلامی میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:
”رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی
کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔“

اگرچہ پوری اُمتِ مسلمہ مرحومہ کو مودودی صاحب کے اس
دستوری حکم سے اتفاق نہیں ہے لیکن اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ مودودی
صاحب کو معیارِ حق سمجھنا، تنقید سے بالاتر یقین کرنا اور اس کی ذہنی غلامی
میں مبتلا ہونا (بقول مودودی صاحب) سراسر خلافِ اسلام ہے لہذا
پوری جماعتِ اسلامی کو اپنے اسلام کا فکر کرنا چاہیئے کیونکہ مودودی صاحب
کے مداحوں کی زبان پر یہ جملہ تو ہر وقت رہتا ہے کہ ”مودودی صاحب
بین الاقوامی عالم ہیں۔ ان کی بات کو سمجھنا ہر آدمی کا کام نہیں۔“
ناظرین نے خود فیصلہ فرمایں کہ کیا یہ بات کہنا مودودی صاحب کو
معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر سمجھنا اور اس کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا
نہیں تو اور کیا ہے؟

www.Ishaat-ul-Uloom.net

اس مختصر تمہید کے بعد اب اصل مقصد کی طرف آئیے۔ وہ یہ ہے کہ
قرآن و حدیث کا انکار کئے بغیر کوئی شخص جماعتِ اسلامی کا
رکن نہیں بن سکتا،

ثبوتِ ملاحظہ ہو۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

دستورِ اسلامی

عقیدہ

جماعتِ اسلامی کا بنیادی عقیدہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

۱۔ اس بات پر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں بحث کی جائے گی۔

ہے یعنی صرف اللہ ہی ایک الہ ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں ، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔

تشریح

اس عقیدے کے پہلے جز یعنی اللہ کے واحد ہونے اور کسی دوسرے کے الہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب کا خالق ، پروردگار ، مالک ، مدبر اور حاکم صرف اللہ ہے ان میں سے کسی حیثیت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے اس حقیقت کو جاننے اور تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ

۱۔ انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی و کار ساز ، حاجت روا اور مشکل کش فریاد رس ، حامی و ناصر نہ سمجھے کیونکہ کسی دوسرے کے پاس کوئی اقتدار ہی نہیں ہے ۔

۲۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے ۔ کسی سے تقویٰ اور خوف نہ کرے ۔ کسی پر توکل نہ کرے کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے کیونکہ تمام اختیارات کا مالک وہی اکیلا ہے ۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگے کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے کسی کو مدد کے لیے نہ پکارے کسی کو خدائی انتظامات میں الیا دخل اور زور آور نہ سمجھے کہ اس کی سفارش سے قصائے الہی ٹل سکتی ہو کیونکہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں ۔ خواہ

وہ فرشتے ہوں یا انبیاء اولیاء۔

۴۔ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکائے کسی کی پرستش نہ کرے، کسی کو نذر نہ دے کسی کی نیاز مندی نہ اختیار کرے۔ کیونکہ تہا وہی عبادت کا مستحق ہے۔

۵۔ اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ مالک الملک، مقتدر اعلیٰ نہ تسلیم کرے کسی کو باختیار خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہ سمجھے۔ کسی کو فساد اور قانون ساز نہ مانے اور ان تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز مالک اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے اس کے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا۔
(مودودی صاحب کی عبارت تمام ہوئی)

کلمہ طیبہ

کلمہ طیبہ کی تشریح کا بیشتر حصہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک پوری دُنیا نے اہل سنت میں سے کسی نے بھی یہ تشریح نہیں کی۔ لیجئے

ملاحظہ فرمائیے۔

سب سے پہلے قارئین حضرات یہ بات خوب ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حقیقی ذاتی ہیں۔ کسی کی عطا نہیں۔ اور مخلوق میں جتنی صفات پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب عطائی ہیں۔ کسی کی ذاتی نہیں۔

مثلاً۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے انسان بھی سمیع و بصیر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سمیع و بصیر ہونا حقیقی ذاتی ہے اور انسان کے متعلق فرمایا گیا ہے۔
جَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا۔

لہذا انسان کا سمیع و بصیر ہونا عطائی ہے۔
اللہ تعالیٰ صفت الوہیت میں ہی واحد ہے کیونکہ یہ ہی ایک ایسی صفت ہے کہ کسی مخلوق میں کسی حیثیت سے بھی نہیں پائی جاسکتی نہ حقیقی ذاتی نہ عطائی۔

اور مجازاً بھی لفظ الہ کا اطلاق مخلوق کے کسی بھی فرد پر نہیں ہو سکتا معبودیت کے علاوہ جو صفات مودودی صاحب نے شمار کی ہیں۔ حقیقی اور ذاتی طور پر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ان سے مُتَّصِف ہے۔ لیکن عطائی اور مجازی طور پر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بھی ان سے مُتَّصِف ہیں۔

مودودی صاحب چونکہ بین الاقوامی مولوی ہیں۔ لہذا ان کے علم

کا خزانہ اس مذکورہ تقسیم سے بالکل خالی ہے۔ ورنہ علی الاطلاق یہ احکام جاری کر کے اپنی جماعت کے ایمان میں خلل نہ ڈالتے۔

مودودی صاحب نے چھ جلدیں قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر اس کا نام ”تفہیم القرآن“ رکھ دیا۔ حالانکہ یہاں تو افہام ہی مفقود ہے اور تفہیم کیسی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس مقام پر بھی اپنے متعلق واحد یا احد کا لفظ استعمال فرمایا ہے وہاں ساتھ لفظ اللہ ہے۔ یا لفظ الہ ہے باقی کسی صفت کے ساتھ احد یا واحد کا استعمال نہیں فرمایا۔

اب ہم جماعت اسلامی کے بنیادی عقائد کو قرآن و حدیث کی کوئی پر رکھ کر پرکھتے ہیں۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

مودودی صاحب کا عقیدہ

قرآن مجید کا ارشاد

انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی و کار ساز حاجت روا اور مشکل کشا، فریاد رس اور حامی و ناصر نہ جانے۔

اِنَّكَ وَاٰلِيَّكَوْمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُكَوَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا

ترجمہ: تمہارے ولی صرف اللہ اور اس کا رسول اور اولیاء گرام ہیں۔

۱۔ پک المائدہ آیت ۵۵ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَدَامَةِ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اہل علم پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، حامی و ناصر یہ الفاظ بظاہر اگرچہ مختلف ہیں، لیکن ان کا مدلول اور مفہوم ایک ہی ہے اور لفظ ”ولی“ ان سب کو شامل ہے کیونکہ ولی کا معنی لغوی طور پر دوست اور مددگار ہے۔

الْوَلِيُّ : الْمُحِبُّ وَالصَّدِيقُ وَالنَّصِيرُ ۔

یعنی ولی کا معنی محبت رکھنے والا۔ دوست، مددگار۔

مشاہد عبدالقادر محدث دہلوی نے ولی کا معنی کارساز ہی کیا ہے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”اے ایمان والو! اللہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء

تمہارے ولی، مددگار، کارساز، فریادرس حامی و ناصر ہیں۔“

لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ

”انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی، مددگار، کارساز، فریادرس

حامی و ناصر نہ سمجھے۔“

لہذا یہ قرآن مجید کی نص صریح کا انکار ہے۔

بقیہ طاشیہ کیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی مومن کی فضیلت بیان ہوئی ہے وہاں

پر مومن کامل ہی مراد ہے۔

۱۔ قاموس جلد ۴ صفحہ ۴۰۲ ۲۔ موضح القرآن صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۰

سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ روق کا عقیدہ

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ
ملاحظہ فرمائیں :-

حدیث شریف میں ہے :-

عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّيِّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُتَعَوِّذُ
بِاللَّهِ مِنْ مُغْضَلَةٍ لَيْسَ فِيهَا ابْنُ حَسَنٍ ۔

ترجمہ : حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ
مشکلات میں اللہ کی پناہ پکڑتے تھے جس وقت حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ پاس نہ ہوتے ۔

مولانا ابوالحسن حسن کا کوروی لکھتے ہیں :

” حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ الہی
ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے
پاس نہ ہوں یہاں سے ظاہر ہے کہ علی مرتضیٰ کا لقب ”مشکل کشا“
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے نکالا گیا ہے جس کا
ظہور اب تک چلا آتا ہے ۔“

اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو مشکل کشا سمجھنا کلمہ طیبہ کے لوازمات کے خلاف ہے جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فیصلہ ہوگا؟

(نعوذ باللہ من دستور جماعت اسلامی)

۱۹۶۵ء کی جنگ لڑنے والے فوجی میدان جنگ میں یا علی کا نعرہ ہی لگاتے تھے اور ان فوجیوں سے آج بھی دریافت کیا جاسکتا ہے کہ یا علی کے نعرے کا کیا اثر پڑتا ہے۔ اس نعرے کا اثر یہ پڑتا تھا کہ مخالف سب کچھ میدان میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔

کیا مودودی صاحب ان فوجی جوانوں پر بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر کر سکتے ہیں جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا سمجھ کر آپ کا نعرہ لگاتے تھے۔

قرآن مجید
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔
مودودی صاحب
اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے۔

۱۔ بِالْعُؤْمِیْنِ رُفُفَ تَحْسِیْدُہِ
ترجمہ: مسلمانوں پر کمال مہربان۔
۲۔ وَمَا أَسْأَلُكَ إِلَّا نِعْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت

سارے جہان کے لیے۔

۳، لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ

بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا لَّهُ

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہو مسلمانوں

پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

کیا کسی ایماندار کا یہ نظریہ ہو سکتا ہے کہ رؤف و رحیم اور رحمت
للعالمین کی ذات مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نفع نہیں اور وہ نعمت
عظمیٰ جس کا احسان جتلیا گیا ہے بالکل بیکار ہے۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

عارفِ صاوی کی تشریح

عارفِ صاوی حاشیہ جلالین شریف میں لکھتے ہیں:

جس کا یہ گمان ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم عام انسانوں کی مانند ہیں

بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ

ہی ان سے ظاہری و باطنی کوئی

نفع ہے وہ مسلمان نہیں۔

مَنْ نَعَمَدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَحَدِ

النَّاسِ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا أَضَلًّا

وَلَا نَفْعَ بِهِ لَظَاهِرًا وَلَا

بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ۔ ۴

۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴ ۵ تفسیر صاوی شریف جلد ۱ ص ۱۵۸

لوانمات کلمہ طیبہ میں مودودی صاحب
نے جو لکھا ہے کہ

”کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے کیونکہ تمام اختیارات کا
مالک وہی اکیلا ہے۔“

میں کہتا ہوں کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام ایمانداروں
کی امید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام تو یہ امید لگائے ہوئے ہیں کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
روزِ حشر اُن کے حق میں گواہی دے کر اُن کو بری الذمہ کریں گے اور
تمام مومنین یہ امید وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ روزِ حشر ہمارے آقا و
مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ضرور ضرور شفاعت فرمائیں گے۔
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومنین کی اس مذکورہ امید کی وابستگی کا انکار
سوائے جاہل اور گمراہ کے کسی کو بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ
کافروں اور منافقوں کو آپ سے کوئی امید وابستہ نہیں ہے۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ :

”اللہ کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگے۔“

جواب :-

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ دُعا مانگنے کا معنی سوال کرنا
ہے عربی کی کوئی بھی لغت اٹھا کر دیکھ لیا جائے۔ لہذا مودودی صاحب

کا فرمان یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ کے سوا انسان کسی سے کوئی سوال نہ کرے یعنی کسی سے کچھ نہ مانگے اگر مودودی صاحب کا یہ قول صحیح اور درست ہے اور ان کا اپنے فرمان کے مطابق عقیدہ بھی درست ہے تو یہ بتائیں کہ ہر سال "جماعت اسلامی" والے لوگوں سے قربانی کی کھالیں کیوں مانگتے ہیں یہ بات کوئی چھپی ہوئی نہیں ہر سال اشتہاروں کے ذریعے عوام سے کھالوں کا سوال کیا جاتا ہے کیا اس وقت اللہ کا الہ واحد ہونا بھول جاتا ہے اور کلمہ طیبہ کی تشریح ذہن سے نکال دی جاتی ہے اگر ایسا نہیں تو کیا عوام جماعت اسلامی کے نزدیک اللہ ہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے مودودی صاحب اس کا جواب تازہ زندگی نہیں دے سکیں گے کسی سے سوال کرنے کے متعلق ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ارشاد نقل کر دیتے ہیں۔

عَنْ ابْنِ الْفَرَّاسِيِّ أَنَّ الْفَرَّاسِيَّ
قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا وَإِنْ كُنْتُ لَأُجِدَ فَا سَأَلَ
الصَّالِحِينَ - ۱۷

ابن فراسی اپنے باپ فراسی سے
نقل کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
عرض کی میں سوال کر لیا کروں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اور اگر
مانگے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو صالحین
سے مانگ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو صالحین سے سوال کرنے کی اجازت فرما رہے ہیں۔ اور مودودی صاحب کہتے ہیں اللہ کے سوا کسی سے نہ مانگنا چاہیے۔

کلمہ طیبہ کے لوازمات میں مودودی صاحب
نے فرمایا ہے :
”کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے“

جواب

ہمارا تو پہلے ہی سے یہ جزم ہے کہ نام نہاد جماعت اسلامی کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ باقی رہی امت محمدیہ ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے :

أَمَّا فِئْتَهُ الْمُسْلِمِينَ ۝

شارحین نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے :

أَحَدٌ مِّنْجَاهُ ۝

یعنی ایمانداروں کی جائے پناہ

لہذا تمام اہل اسلام کا سوائے ابن عبد الوہاب کی ذریت کے

یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے لیے جائے پناہ
ہیں اور قرآن کریم بڑے زور شور سے مسلمانوں کے اس عقیدے کی
شہادت دے رہا ہے۔ فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
ترجمہ: اے محبوب! آپ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو
عذاب دینے والا نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اعلان نبوت سے
لے کر قیامت تک جو عذاب استیصال نہ کبھی آیا ہے اور نہ ہی آئے
گا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مخلوق حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ
میں ہے۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

مودودی صاحب کا کہنا کہ

”کسی کو خدائی انتظامات میں ایسا دخل اور زور اور بھی نہ
سمجھے کہ اس کی سفارش سے قضائے الہی ٹل سکتی ہو کیونکہ
خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ
فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء۔“

میں کہتا ہوں کہ

مودودی صاحب! جو شخص زور آور ہوتا ہے وہ سفارش نہیں کرتا

نہ بے انقال آیت ۳۳ کہ یعنی ایسا عذاب جس سے اللہ تعالیٰ بے ایمانوں کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔

بلکہ اپنی زور آوری کی بناء پر حکم دیتا ہے۔
سفارش تو حاکم کے ساتھ تعلقات کی بناء پر ہوتی ہے وہ بھی
صرف محبوبانہ تعلق ہی ہے۔

مسلمان کسی کو ایسا زور آور نہیں سمجھتے جیسا کہ مودودی صاحب کا خیال
ہے بلکہ اہل اسلام کا تو یہ عقیدہ ہے کہ محبوبان و مقبولان بارگاہ خداوندی کی
سفارش ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے قضائے الہی ٹل سکتی ہے۔
لیجئے حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

جب آدم علیہ السلام کے سامنے آپ کی اولاد پیش کی گئی تو آپ
نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھ کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔

حدیث نمبر ۱: اٰتٰی رَبِّ کُنْ
جَعَلْتَ عُمْرَہٗ قَالَ سِتِّیْنَ
سَنَہٗ۔ قَالَ رَبِّ زِدْہٗ مِنْ عُمْرِیْ
اَرْبَعِیْنَ سَنَہٗ فَلَمَّا اُنْقَضٰ عُمْرُ
اٰدَمَ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ جَاہُ مَلٰئِکَ الْمَوْتِ
فَقَالَ اٰدَمُ اَوَلَمْ یَنْبَیْ مِنْ عُمْرِیْ
اَرْبَعُوْنَ سَنَہٗ؟ قَالَ
اَوَلَمْ نَعْطِہَا اَبْنٰکَ
دَاوُدَ۔ ۱۰

اے میرے رب داؤد کی کتنی
عمر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ
سال۔ آدم نے کہا اے میرے رب
میری عمر سے اسے چالیس سال اور
عطا فرما جب آدم علیہ السلام کی عمر
کے چالیس سال باقی رہ گئے تو
ملک الموت آمو جو ہوئے آدم نے کہا
کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی
نہیں؟ فرشتہ نے کہا کیا آپ نے

یہ چالیس سال اپنے بیٹے داؤد
کو نہیں دے دیئے تھے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مقبولان بارگاہِ خداوندی کی
سفارش سے قضائے الہی ٹل جاتی ہے قضائے الہی میں آدم علیہ السلام
کی جتنی عمر تھی آپ کی سفارش سے چالیس سال کم ہو کر داؤد علیہ السلام
کی چالیس سال عمر بڑھ گئی۔

حدیث نمبر ۲

یحییٰ بن عبد الرحمن بن لبیہ سے
انہوں نے اپنے باپ سے
اور ان کے باپ نے ان کے
داؤد سے روایت کی ہے کہ کہا
کہ سعد نے دعا کی اور یہ کہا اے
میرے رب میرے لڑکے چھوٹے
چھوٹے ہیں میری موت میں اتنی
تاخیر کر کہ وہ بالغ ہو جائیں اللہ تعالیٰ
نے اس کی موت میں بیس سال
تاخیر کر دی۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ لَبِيَّةٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ قَالَ دَعَا سَعْدُ
ابْنُ اِلْيَ وَ قَاَصِ
فَقَالَ يَا رَبِّ اِنِّ لِي
بَنَيْنَ صَغَارًا فَاَخِّرْ
عَنِّي الْمَوْتَ حَتَّى
يَبْلُغُوْا فَاَخِّرْ عَنْهُ
الْمَوْتَ عِشْرَتَيْنِ سَنَةً
اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرٍ

کیا اب بھی کوئی سچا مسلمان یہ عقیدہ رکھے گا کہ مقبولان بارگاہِ خداوندی کی سفارش سے قصائے الہی نہیں ٹل سکتی۔

مودودی صاحب کا قول کہ
”کسی کو نذر نہ دے کسی کی نیاز مندی اختیار نہ کرے“

میں کہتا ہوں کہ
نذر دینے کے لغوی معنی پیشکش اور تحفہ دینا ہے۔
اور نیاز مندی کا معنی ہے محتاجی۔
لہذا مودودی صاحب کے قول کا معنی یہ ہوا کہ کسی کو تحفہ و نذرانہ نہ
دے اور کسی کا محتاج نہ بنے

پہلی بات کہ
”کسی کو نذرانہ تحفہ نہ دے“

کی تردید از روئے قرآن مجید

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

۱۔ ایمان والو جب تم رسول اللہ

فَاجْتَنِبُوا الرِّسُولَ فَتَدْرِكُوا
بَيْنَ يَدَيْهِ تُجْزَوْنَ مِمَّا قَدْ حَصَلَ لَهُ
صلى الله عليه وسلم سے مناجات کا
ارادہ کرو تو پہلے کچھ بطور نذرانہ پیش
خدمت کر دیا کرو۔

اگر اس حکم کی فرضیت ختم ہو چکی ہے تاہم استجاب تاقیامت باقی
ہے اور اس پر اہل سنت و جماعت کا پورا پورا عمل ہے۔ اپنے بزرگوں
سے ملاقات کے وقت حسبِ توفیق نذرانہ ضرور پیش کرتے ہیں اور
اس کی سند یہی مذکورہ بالا آیت مبارکہ ہے۔

مودودی صاحب کی دوسری بات کہ

”اپنے کو کسی کا محتاج نہ سمجھئے کارو“

میں کہتا ہوں کہ اس بات کی تردید میں قرآن و سنت کے دلائل
نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ ایک بدیہی بات ہے کہ صحابہ کرام
حصولِ ہدایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج تھے۔

ان کے بعد ہر پیچھے آنے والا حصولِ ہدایت میں اپنے پہلوں
کا محتاج رہا ہے۔ کیونکہ دین اسلام ایک متواتر دین ہے بعد میں آنے

والوں میں سے جس نے بھی پہلوں کی نیاز مندی کو ترک کیا تو اس دور کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ گمراہ ہی مر گیا اسے ہدایت نصیب نہ ہو سکی۔

مودودی صاحب کا قول کہ

اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ، مالک الملک، مقتدر اعلیٰ تسلیم نہ کرے کسی کو با اختیار خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہ سمجھے کسی کو شارع اور قانون ساز نہ مانے اور ان تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز مالک اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے اس کے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا۔

میں کہتا ہوں کہ

قرآن مجید اور احادیث پاک مذکورہ بالا باتوں کو قبول نہیں کرتے بلکہ ان کی تردید کرتے ہیں۔ لیجئے سینے۔

آیت نمبر

فَتَلِ الْمُلُكَ مَالِكٌ	آپ کہہ دیں اے اللہ تو ملک کا
الْمُلْكُ تُوَلِّتِ الْمُلُكُ	مالک ہے جسے چاہے تو ملک

مَنْ تَشَاءُ ۚ عطا کرتا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر مالک الملک ہے اور جسے چاہے وہ ملک عطا کرتا ہے اور جسے وہ عطا کرتا ہے وہ بھی عطائی طور پر مالک ہوتا ہے۔

اولاد ابراہیم علیہ السلام کے ملک عظیم کا ذکر

آیت نمبر ۲

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَا
هُم مَّلَكًا عَظِيمًا ۚ

بے شک ہم نے اولاد ابراہیم
(علیہ السلام) کو کتاب اور حکمت
عطا کی اور ان کو ملک عظیم عطا کیا۔

حضرت طالوت علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۳

إِنَّا آتَيْنَاهُ قُوَّةً وَبَعَثْنَا لَبَنَّ
طَالُوتَ مَدْيَنَ ۚ

بے شک اللہ نے طالوت کو
قوت عطا کیا اور مدینہ میں
تم پر بادشاہ بنا کر بھیجا۔

آیت نمبر ۴

إِنَّا آيَةً مَّا آتَيْنَاهُ
بِشَاكٍ ۚ

بے شک طالوت کی سلطنت

۱۰ آل عمران آیت نمبر ۲۰ ۱۱ پش النساء آیت ۵۴ ۱۲ پ البقرہ آیت ۲۴۷

يَا تَيْكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ
سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ بِهِ
کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے
پاس تابوت آئے گا۔

حضرت داؤد کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۵ :

قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ
أَنَّهُ أَمَنَهُ الْمَلِكُ - ۵
داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور
اللہ نے اُسے (داؤد کو) ملک
عطا فرمایا۔

آیت نمبر ۶ :

وَسَدَدْنَا مَلَكًا
بِهِمْ نَاسُ دَاوُدَ
سُورَةُ ص ۲۵
ہم نے اُس (داؤد) کی سلطنت
کو مضبوط کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۷ :

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي
مُلْكًا لَا يَبْغَىٰ رَاحِدٌ مِّنْ بَعْدِي
إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ فَخَرْنَا
لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِ
سلیمان نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے
بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما
کہ جیسی میرے بعد کسی کو نہ ملے
بیشک تو بہت زیادہ بخشش کرنے والا

۷ پ البقرہ آیت ۲۴۸ ۸ پ البقرہ آیت ۲۵۱ ۹ پ ص آیت ۲۰ ۱۰ سورہ ص آیت ۳۵-۳۶

ہے پس ہم نے ہوا اس کے تابع کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی تھی۔

آیت نمبر ۸ :

هَذَا عَطَاؤُنَا مِنْ
أَوْامِرِكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ
یہ ہماری عطا ہے اب چاہے تو احسان کرے یا روک کر سچہ پر کوئی حساب نہیں۔

نوٹ :- اس آیت نمبر ۸ سے ثابت ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا ملک عطا فرماتا ہے وہ اپنے عطائی ملک میں باختیار ہوتا ہے بے اختیار نہیں ہوتا جیسا کہ مودودی صاحب کا گمان ہے کہ

”وہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء“

آیت نمبر ۹ :

فَاتَّبِعُوا مَا نَزَّلْنَا مِنَ السَّيِّئَاتِ
عَلَىٰ مَلِكٍ سُلَيْمَانَ
اور پیچھے لگے اس کے جو شیاطین پڑھتے تھے سلیمان کی سلطنت کے زمانے میں۔

حضرت یوسفؑ کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۱۰ : رَبِّ فَتَدَا سَيِّئَاتِي
اے میرے رب بے شک تو

۱۰ پ ۲۹ ص ۲۹ آیت ۱۰ رب البقرہ، آیت نمبر ۱۰

مِنْ الْمُلْكِ يَهُ
تو نے مجھے ملک عطا کیا ہے۔
قرآن مجید کی یہ دس آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں
کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے۔ اپنے بندوں کو ملک عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے
چونکہ اللہ تعالیٰ مالک الملک با اختیار ہے لہذا جسے وہ ملک عطا کرتا
ہے اسے اختیار بھی دیتا ہے۔ بے اختیار تو مالک ہی بے کار ہے۔

یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر تھا

اب ولی اللہ کا اختیار ملاحظہ ہو

حضرت سکندر ذوالقمرین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
”اِس کا سامنا ایک ایسی قوم سے ہوا جو بالکل وحشی اور برہمنہ تھی تو
ہم نے کہا۔“

آیت نمبر ۱۱

قُلْنَا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ
اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا
اَنْ تَتَّخِذَ فِيهِ حَسْبًا
ہم نے فرمایا: اے ذی القرنین
ہم نے تجھے عذاب دیا ہے چاہے
تو ان کو عذاب دے چاہے ان
سے حُسن سلوک کر۔

مودودی صاحب نے کلمہ طیبہ کے جو
لوازمات بیان کئے ہیں ان پر یقین
رکھتے ہوئے قرآن کریم کی صریح آیات
کا انکار لازم آتا ہے۔ اگر قرآن مجید پر
یقین رکھا جائے تو مودودی کے بیان
کردہ لوازمات کلمہ کا انکار ضروری
ہے۔

لیکن مودودی صاحب کو تو اپنے بیان کردہ من گھڑت لوازمات
کلمہ طیبہ کا اس قدر التزام ہے کہ وہ ان کے اقرار کئے بغیر کسی کو
”جماعت اسلامی“ کی رکنیت ہی نہیں بخشتے۔
مودودی صاحب لکھتے ہیں:

”ہر وہ شخص خواہ وہ عورت ہو یا مرد خواہ وہ کسی قوم یا نسل سے
تعلق رکھتا ہو خواہ وہ دنیا کے کسی حصے کا باشندہ ہو جو عقیدہ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کو اس کے پورے
مفہوم کے ساتھ سمجھ کر شہادت دے کر کہہ ہی اس کا عقیدہ ہے
وہ جماعت اسلامی کا رکن ہو سکتا ہے اس شہادت کے علاوہ (سوا)
اس جماعت میں داخل ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

نہ جو اس کتاب کے شروع میں منقولہ پر لکھا گیا ہے۔

اس جماعت میں کوئی شخص محض اس مفروضہ پر شامل نہیں ہو سکتا کہ جب وہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے اور اس کا نام مسلمانوں کا سا ہے تو ضرور مسلمان ہوگا اسی طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کے الفاظ کو بے سمجھے بوجھے محض زبان سے ادا کر کے بھی اس جماعت میں نہیں آ سکتا۔

اس دائرے میں آنے کے لیے شرط لازم یہ ہے کہ آدمی کو کلمہ طیبہ کے معنی اور مفہوم کا علم ہو وہ جانتا ہو کہ اس کلمہ میں نفی کس چیز کی ہے اور اثبات کس چیز کا اور اس نفی اور اثبات کی شہادت دینے سے اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ شہادت اس کے طرز خیال اور طرز زندگی میں کس قسم کے تغیر کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے بعد جو شخص اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کہنے کی جرأت کرے وہی جماعت اسلامی میں داخل ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ پیدائشی غیر مسلم

ہو اور ابتداً یہ شہادت ادا کرے یا پیدائشی مسلمان ہو اور از سرخوایمان لائے۔

مودودی صاحب کی جس عبارت پر ہم نے خط کھینچا ہے وہ خوب قابلِ غور ہے جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جماعت اسلامی میں داخل ہونے سے

پہلے پیدا الٰہی مسلمان بھی بے ایمان ہی
 ہوتا ہے اور از سر نو ایمان لا کر جماعت
 کی رُکنیت اختیار کر سکتا ہے۔
 یہ ہیں جناب مودودی اور اُن کی
 ”جماعت اسلامی“

جو شخص بھی ذرا غور کے ساتھ اس رسالہ کا مطالعہ کرے گا اس پر
 یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ
 جماعت اسلامی کی بنیاد قرآن و حدیث کے
 انکار پر رکھی گئی ہے۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

(رَوَاعِلُنَا الْاَلْبَاغُ الْمُبِينُ)

(حصہ دوم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ؕ وَعَلٰی اٰلِهٖ
وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔
قارئین کرام!

مودودی صاحب نے کلمہ طیبہ کے پہلے جُز لَوْلَا اللّٰہِ اِنَّا اللّٰہُ کی تشریح میں اپنے جو عقائد و نظریات لکھے ہیں اور ان کا پابند ہونا جماعت اسلامی کی رُکْنِیت کے لیے شرط رکھا ہے ان عقائد اور نظریات کی تردید از روئے قرآن و حدیث آپ حضرات کی خدمت میں بصورتِ رسالہ بنام

جماعت اسلامی کے دستور کا تنقیدی جائزہ

(حصہ اول)

پیش کی جا چکی ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ”جماعت اسلامی“ عقائد اور نظریات میں ”ابن عبد الوہاب نجدی“ اور ”اسماعیل دہلوی“ (صاحبِ تَفْوِیْثِ الْاِیْمَان) کی پیروی کا رہے۔

کلمہ طیبہ کے دوسرے جز یعنی

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا جو مطلب اور مفہوم مودودی صاحب نے بیان کیا ہے اس میں سب سے زور دار اور آخری بات یہ ہے کہ

۱۔ رسول خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے۔

۲۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔

۳۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔

مودودی صاحب نے مذکورہ بالاتینوں جملوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے میں داخل کیا ہے گویا کہ ان مذکورہ باتوں پر ایمان نہ رکھنے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ہی منکر ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان مذکورہ باتوں پر یقین رکھنے والا قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منکر ہے۔

دلائل ملاحظہ فرمائیں :

اللہ تعالیٰ نے ہر نمازی کو حکم دیا ہے کہ عین حالت نماز میں میرے حضور پر عرض کر۔

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

ترجمہ : (اے اللہ) ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ اُن

(لوگوں) کا جن پر تیرا انعام ہوا۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام والے لوگ
صرف رسول ہی ہیں یا کوئی اور بھی؟
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء، صدیقین، شہداء اور
صالحین پر۔

قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں
کو اس بات کا مکلف کیا ہے کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی
راہ پر نہ صرف کوشش ہی کریں بلکہ ان ہی لوگوں کے راستہ پر
گامزن ہوں۔

اب ہمیں حق ہے کہ جماعت مودودیہ سے پوچھیں کہ انبیاء،
صدیقین، شہداء اور صالحین اگر معیارِ حق نہیں تو ان کے راستے پر چلنے
کا حکم کیوں؟ اگر معیارِ حق ہیں تو تنقید سے بالاتر کیوں نہیں۔
یقیناً یہ چاروں قسم کے افراد معیارِ حق ہیں اور تنقید سے بالاتر ہیں۔
باقی راہ مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ،

”کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔“

میں سے کہتا ہوں کہ جب تک دل و دماغ کسی کے غلام نہ ہوں
اعضا اس کی غلامی تسلیم ہی نہیں کرتے لہذا مودودی صاحب نے
رسالت پر ایمان لانے کی جو تشریح کی ہے اس کی حیثیت کوڑا کرکٹ
سے زیادہ کچھ بھی نہیں اور اس تشریح کو کلمہ طیبہ کے مفہوم سے دُور کا
بھی تعلق نہیں۔

اسی لیے مودودی صاحب نے اپنی اس من گھڑت تشریح کو
عملی جامہ پہناتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اولیاء و مجددین
کو بدعت تنقید بنایا ہے۔

مودودی صاحب کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ پوری کی پوری
خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ پر تنقید ہے اور دیگر اولیاء و مجددین
اپنی کتاب ”تجدید و احیائے دین“ میں تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔
دلائل ملاحظہ ہوں اس بات پر کہ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء اربعہ
معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔

آیت نمبر ۱ :

اللہ تعالیٰ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے :
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُ بِهِمْ فَقَدْ اٰهْتَدَوْا سُبُوْلًا
مُّسْتَقِيْمًا : اگر لوگ تمہاری مثل ایمان لائیں تو ہدایت یافتہ ہوں گے۔

صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام معیاری ایماندار ہیں جب اللہ تعالیٰ نے
صحابہ کو معیاری انسان قرار دیا ہے تو تنقید سے بالاتر بھی ثابت ہوئے۔
آیت نمبر ۲:

إِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ

ترجمہ: جب کہا جاتا ہے کہ تم ایسا ایمان لاؤ جیسا دیگر انسان
(صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں۔

یہ دوسری دلیل قطعی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیاری انسان
اور تنقید سے بالاتر ہونے کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیاری انسان اور تنقید سے بالاتر ہونے
کی تیسری دلیل قرآنی۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

آیت نمبر ۳:

السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَدَّمُونَ وَالْآخِرُونَ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوا عَنْهُمْ

ترجمہ: مہاجرین اور انصار جو ایمان لانے میں سب سے
مقدم ہیں اور جو عقائد اور اعمال میں ان کے تابع ہیں،
اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

آیت نمبر ۵:

وَلَكُمْ اللَّهُ حَبَبَ إِلَيْكُمْ الْوَيْمَانَ وَذَيْنَهُ خُفٌ
مُلُوبِكُمْ وَكِرَهُ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوتَ
وَالْعِصْيَانَ ۚ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایمان کی محبت تمہارے دلوں
میں ڈالی ہے اور تمہارے دلوں کو ایمان سے مڑنے کیا
ہے اور متنفر کیا ہے تم کو کفر، فسق اور عصیان سے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ کوئی صحابی کفر، فسق اور
نافرمانی کو پسند نہیں کر سکتا اس سے زیادہ معیار ہدایت اور تنقید سے
بالا تری اور کیا ہوگی۔

ناظرین کرام! آپ یاد رکھیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وہ
عظیم شخصیتیں ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
کوئی تنقید نہیں کی تو پھر چودھویں صدی کے سیاہی لیڈر کے پاس
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کے جواز کی کون سی دلیل
قرآنی اور حدیث نبوی ہے۔

چیلنج

مودودی صاحب اور ان کے پورے جتنے کو چیلنج ہے کہ اگر

ۛ حجرات آیت نمبر،

کوئی آیت یا کوئی ایک حدیث صحیح پیش کر دیں جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی خامیاں بیان کی ہوں تو سب سے پہلے بندہ راقم الحروف اپنے عقائد سے توبہ کر کے مودودی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لے گا۔

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَوْ كُنْتُمْ لَفَعَلُوا فَاَلْقُوا النَّارَ السَّيِّئَةِ
وَقَوِّدْهَا النَّاسُ وَالْحِجَادَةُ ۚ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔

فقیر راقم الحروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تعریف میں، ۲ آیات قرآنیہ پیش کر سکتا ہے لیکن بخوف طوالت ان پانچ آیات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ ایمان والو! قرآن مجید کے تو ایک لفظ کا انکار بھی کفر ہے۔
ابے سینے: دین کی تجدید کرنے والے اولیاء اللہ کا مسئلہ۔

حدیث شریف :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَنْبِغْتُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ
كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ يَجِدُ دُكَّاءَ مِنْهَا۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سرے پر اس اُمت کے لیے ایک ایسا انسان بھیجے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔

یہ حدیث شریف مسند حسن بن سفیان اور مسند بزار اور معجم اوسط طبرانی، کامل ابن عدی، مستدرک حاکم، حلیۃ النعمیم اور مدخل بہیقی میں بھی موجود ہے حاکم نے مستدرک میں اس کی تصحیح بھی کی ہے۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت پر اللہ تعالیٰ کے ایک انعام کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اب سلسلہ نبوت ختم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ ہر صدی کے آخر پر ایک ایسے شخص کا پیدا فرمانا اپنے ذمہ لیا ہے کہ سو سال میں دین کے اندر آئی ہوئی خرابیوں کا ازالہ کر کے دین کو پھر نئے سرے سے نکھار دے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیدا ہونے والا مجدد کامل ہو گا یا ناقص؟ ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ ناقص چیز کا احسان نہیں جتایا جاتا ہے ہر صدی پر مجدد کے آنے کا مقصد بھی حاصل ہو سکتا ہے اور اس کا پورا پورا فائدہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجدد کامل ہو اور تجدید دین بھی کامل کرے ورنہ مجدد کا آنا ہی بیکار رہے لیکن مودودی صاحب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہوئے تمام آنے والے مجددین پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کامل مجدد کا مقام ابھی خالی ہے مودودی صاحب کا قول ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

”تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا قریب تھا عمر بن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے مگر وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے ان کے بعد

جتنے مجدد پیدا ہوئے ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبہ یا چند شعبوں میں ہی کام کیا ہے مجدد کامل کا مقام اب تک خالی ہے۔

حضرات! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں صد سالہ مجدد دین کی تجدید کرے گا اور مودودی صاحب کہتے ہیں کہ دین کی کامل تجدید کسی مجدد سے نہ ہو سکی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا نہیں تو اور کیا ہے؟

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جن کو امت نے خلیفہ راشد کہے لقب سے نوازا ہے اور اگر وہ بھی تجدید دین میں فیل ہو گئے تو اور کس کی مجال ہے کہ کامل مجدد ثابت ہو سکے ہم کو تو حیرانی ہے کہ جو شخص کامل طور پر تجدید دین نہ کر سکے وہ مجدد کہلانے کا حقدار کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اب ہم ان ائمہ دین کے اسماء گرامی کا ذکر کرتے ہیں جن کے مجدد دین ہونے پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتفاق ہے۔

مجدد حضرات کی فہرست

پہلی صدی کے مجدد بالاتفاق حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔
دوسری صدی کے مجدد :- بالاتفاق حضرت امام

۱۔ تجدید و احیائے دین ص ۳۱

۲۔ صد سالہ مجدد سے مراد سو سال بعد آنے والا مجدد ہے۔ (ادارہ)

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تیسری صدی کے مجدد : قاضی ابوالعباس ابن شریح
شافعی اور ابوالحسن اشعری اور محمد بن جریر طبری رضی اللہ عنہم ہیں۔
چوتھی صدی کے مجدد : ابوبکر بن باقلانی ابوطیب صعلوکی
ہیں۔

پانچویں صدی کے مجدد : حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
چھٹی صدی کے مجدد : امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
ساتویں صدی کے مجدد : تقی الدین بن دینق العید ہیں۔
آٹھویں صدی کے مجدد : زین الدین عراقی، شمس الدین
جزری اور سراج الدین بلقینی مانے گئے ہیں۔
نویں صدی کے مجدد : جلال الملۃ والدین حافظ عبدالرحمن
سیوطی ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد : شہاب الدین رملی اور علی بن
سلطان قاری مکی ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مجدد دین بھی معیار حق اور تنقید سے
بالا تر ہوتا ہے اس لیے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجدد کے لقب سے نوازیں
اس شخص کو ہدف تنقید بنانا تخریب دین کے مترادف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت پاک بھی معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہے۔

آیتِ نسب

قُلْ لَّوْأَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرٌ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۚ

ترجمہ: (تم فرماؤ) میں اس (تبلیغِ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ مگر قرابت کی محبت۔

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ قربے سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام اہل سنت حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی المتوفی ۷۱۵ھ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ قرابت دار کون سے ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے آپ نے فرمایا علی، فاطمہ ان دونوں کی اولاد۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوا کہ آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمانداروں پر واجب ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ عیوب و نقائص کے حامل افراد کی محبت واجب ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں لہذا جن پاکیزہ نفوس کی محبت اللہ تعالیٰ نے واجب فرمائی ہے وہ معیارِ حق بھی ہیں اور تنقید سے بالاتر بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنی آل کی تعریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار خطبہ فرما رہے تھے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اُسے پکڑے رکھو گے (تو) ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ (قرآن) اور میری عمرت (اہل بیعت)۔

اس کے مثل ایک دوسری حدیث شریف بھی اس صفحہ پر موجود ہے اس حدیث کے راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں یہ دونوں صاحب ایک ہی حدیث کے راوی نہیں بلکہ زید بن ارقم والی حدیث کسی اور موقعہ کی ہے۔

دسویں صدی ہجری کے مجدد علی بن سلطان قاری مکتبہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک ہے اور ان کو پکڑنے سے یہ مراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں ان کی حرمت کی حفاظت کریں ان کی روایات پر عمل کریں اور ان کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔

علی قاری علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو صحیح معنوں میں اور حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا اس کے عقائد اور اعمالی شریعت اور طریقت کے عین مطابق ہوں گے۔

امام اہل سنت، مجدد دین و ملت علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت پاک کا کوئی فرد تا قیامت بد دین اور گمراہ نہ ہوگا اور یہ بات علی قاری نے اپنی طرف سے نہیں فرمائی بلکہ فرمان رسول ہی سے اخذ کی ہے کہ جب آل پاک (علی جدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) سے اتباع کا رشتہ رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا تو آل پاک کیسے گمراہ ہو سکتی ہے اس بات میں شیعہ محققین نے بھی اہل سنت سے موافقت کی ہے۔

ابوالقاسم الرضوی القمی (شیعہ) لکھتا ہے کہ:

نطفہ نبی و علی و شیر طاہر صدیقہ
کبریٰ (فاطمہ) خاصیت و اثر عظیم
دارد کہ آل طفل بر کفر و نفاق اصرار
میرد۔ اگر فی الحقیقت از نطفہ آنها
باشد و اِلَّا فَلَا۔ تَمَثَّلْ وَتَعْقِلْ ۛ

ترجمہ:

نبی اور علی کا نطفہ اور فاطمہ کا دودھ ایسا
اثر عظیم رکھتا ہے کہ ان کا بچہ کفر و نفاق
پر نہیں مرتا لیکن یہ بات جب ہے کہ
ان ہی کے نطفے سے ہو اگر ایسا نہیں تو
اس بچہ کی یہ شان نہیں پس اسے انسان
سوچ اور سمجھ ۛ

پس باتفاق فریقین ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا کوئی
فرد کافر و بدین و گمراہ نہیں ہو سکتا لہذا جو بدین گمراہ ہو کر سید و آل رسول
کہلاتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کا معیار حق اور
تنقید سے بالاتر ہونا

ایک دن حضرت ابوذر غفاری نے خانہ کعبہ کے دروازے کو

پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے لوگو! خوب سن لو۔ تمہارے اندر میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کشتی نوح علیہ السلام پس جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو ان سے دور ہوا وہ ہلاک ہوا۔

مودودی صاحب اور ان کا پورا جتھہ (گروہ) ہم کو اس بات کا جواب دے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت اور اطاعت کی کشتی میں سوار ہونا باعث نجات ہے اور اہل بیت اطہار تو ایمان والوں کے نجات دہندہ ہیں (بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اور تم لوگ انہیں معیار حق تسلیم نہ کرو اور اس نجات دہندہ کشتی پر تنقید جائز رکھتے ہوئے ان سے دور رہو تو تمہیں سوائے ہلاکت کے اور کیا نصیب ہوگا؟ اگر تم کہو کہ اس نجات دہندہ کشتی سے دور رہ کر ہم نجات حاصل کر لیں گے تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر تکذیب ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کشتی سے دور رہنے والا یقیناً ہلاک ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ بھی معیار حق اور تنقید سے بالا تر ہیں۔

اگرچہ اولیاء اللہ کا معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہونا اول کتاب میں بیان ہو چکا ہے لیکن اس مقام پر بالخصوص اولیائے کرام کی عظمت پر دلائل قائم کئے جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۱: اَلَاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ
ترجمہ: خبردار بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے
نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے اور
تقویٰ اختیار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی تعریف میں یہ فرما کر ولی اللہ وہی ہوتا ہے جس کے عقائد اور اعمال قرآن و سنت کے مطابق ہوں ولی اللہ کی خوب پہچان کرادی ہے لہذا ولی کی پہچان خرق عادت کام کر کے دکھانا نہیں بلکہ وہ عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کا مجسمہ ہوتا ہے۔
لہذا اگر زندہ انسان کی ولایت کو جانچنا ہو تو اس کے عقائد اور اعمال کو قرآن و حدیث پر جانچ لو اگر اس کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے خلاف ہوں تو اس کے بددین اور فاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اگر کسی ایسے انسان کی ولایت کے متعلق معلوم کرنا ہو جو دنیا سے

رخصت ہو چکا ہے تو اس کی پہچان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی ہے۔

آیت نمبر ۲:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ اللَّهُ ذُرِّيَّةً
مُتَرَجِمِينَ: بے شک جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اللہ تعالیٰ
ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔

لہذا عامۃ الناس کے دلوں میں کسی سے محبت کرنا اس کے مومن
صالح (ولی اللہ) ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایمان دار لوگوں کے دلوں میں اپنے

دوست کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

حدیث: ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب
اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے
کہ بیشک فلاں میرا دوست ہے تو بھی اس سے محبت رکھ پھر
جبریل علیہ السلام آسمانوں میں اس کی محبت کا اعلان کرتے ہیں اس
کے بعد ان انسانوں کی محبت اہل زمین پر اتاری جاتی ہیں۔

بخاری مسلم، ترمذی ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردودہ سیہقی
کی کتاب الاسماء والصفات یعنی آٹھ محدث اس حدیث شریف کی
تخریج کرنے والے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحیح العقیدہ عوام جسے
اللہ کا ولی کہیں اس کے ولی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔
اب مودودی جتھہ (گروہ) سے دریافت کیا جائے کہ جو فرد اللہ تعالیٰ
اور زمین و آسمان کی مخلوق کا محبوب ہو کیا وہ معیار حق نہیں؟ کیا اس پر تنقید
جائز ہے۔

ناظرین کو ام :- ان چند اوراق میں بندہ نے یہ ثابت کر دکھایا
ہے کہ صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور دیگر اولیاء جن کی ولایت شہرت یافتہ
ہے یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و
مقبول افراد ہیں لہذا ان برگزیدہ بندوں پر تنقید کرنا، اللہ تعالیٰ اس کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرنا ہے ایسا شخص اپنے انجام کا فیصلہ خود ہی کر لے۔
اگر مودودی صاحب اور ان کا جتھہ خود کو حق پر سمجھتا ہے اور ان کو
قرآن و حدیث پر عبور بھی ہے تو ہماری تحریر کا جواب از روئے قرآن و
حدیث تحریر کر کے شائع کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ۔

اے جو اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیوں پر تنقید کرنا جائز سمجھتا ہو :